مفتی صاحب میرا سوال یہ ہے کہ میرے والد کے انتقال کو 29 سال گزر چکے ہیں، والدہ حیات ہیں، ہم تین بھائی تین بہنیں ہیں، ایک سوتیلے بھائی ہیں (تین بھائیوں کے علاوہ، ان کے بارے میں والدہ کا کہنا ہے کہ ان کا والد صاحب کا بیٹا ہونے میں شک ہے کیونکہ والد صاحب نے اپنی پہلی بیوی (یعنی ان کی والدہ کو جو گزر چکی ہیں) کو طلاق دے دی تھی پھر کورٹ کے ذریعے اپنی اولاد حاصل کی تھی، اصل میں طلاق کے بعد بذریعہ عدالت والد صاحب نے ان کو اپنی کسٹڈی میں لیا تھا جس پر سابقہ بیوی نے والد کو کہا تھا کہ امین کچھ بھی کر لو مگر یہ اولاد تمہاری نہیں ہے اس بنا پر والدہ کا یہ کہنا ہے، البتہ والد صاحب نے ہمیشہ ان کے ساتھ بیٹوں والا معاملہ ہی کیا تھا) والد صاحب نے ترکہ میں ایک 500 گز کا گھر چھوڑا ہے جس کے نیچے ایک فیکٹری، 4 دکانیں ہیں، جس میں سے 3 دکانیں کرایہ پر دی ہوئی ہیں، ایک دکان کا کرایہ والدہ رکھتی ہیں، ایک دکان میں بڑے بھائی اپنا سامان رکھتے ہیں، دو دکانوں کا کرایہ چھوٹے بھائی لیتے ہیں اور فیکٹری بڑے بھائی اپنے بیٹے کے ساتھ مل کر چلاتے ہیں، جس کی آمدن وہ خود رکھتے ہیں۔ فیکٹری اور مشینیں والد صاحب کی ملکیت تھی (یہ فیکٹری والد صاحب نے خود شروع کی تھی اپنے پیسوں سے اور بھائی بطور معاون والد صاحب کے ساتھ کام کرتے تھے اور رہائش کھانا پینا سب والد صاحب کے ساتھ ہی تھا والد صاحب کے انتقال کے بعد بھی 29 سال سے یہ فیکٹری یہی چلا رہے ہیں)، بڑے بھائی اور ان کے بچے والد صاحب کے گھر ہی میں رہتے ہیں اسی میں انہوں نے اپنے بڑے بیٹے کی شادی بھی کی ہے، بہو بھی ساتھ رہتی ہے اس شادی اور دوسرے تمام اخراجات فیکٹری سے ہی کیے ہیں بھائی نے۔ ایک بہن کی شادی نہیں ہوئی تھی جو ساتھ رہتی ہیں، دو بہنیں شادی شدہ ہیں اور کرایہ کے مکان میں رہتی ہیں، جو اب اپنا حصہ مانگ رہی ہیں، تو اس صورت میں کیا کرایہ میں ان کا حق بنتا ہے؟ تو کتنا فیصد بنتا ہے، اور فیکٹری بھائی چلاتے ہیں اس میں ان بہنوں کا حصہ بنتا ہے؟ بھائیوں کا کہنا ہے کہ جب گھر بکے گا تب حصہ دیں گے، ابھی نہیں دے سکتے، تو اس صورت میں شرعی حکم کیا ہے؟ یعنی کیا کرنا چاہیے؟ والد کی وفات کے بعد شروع میں تقریباً دس سال تک گھر کے اخراجات فیکٹری سے پورے ہو رہے تھے، اس کے بعد دکانوں کے کرایہ سے پورے ہو رہے ہیں، والد صاحب کے انتقال سے پہلے ہی دادا، دادی وفات پا چکے تھے۔ اس تفصیل کی روشنی میں درج ذیل باتوں کی وضاحت فرمادیں۔ 1۔ کیا سوتیلا بھائی والد صاحب ہی کی اولاد شمار ہوگا؟ اور ان کا بھی میراث میں حصہ ہوگا۔ 2۔ کیا فیکٹری کے نفع میں بھی بہنیں اور دوسرے ورثا حق دار ہیں۔ 3۔ کیا دکانوں کا کرایہ بھی بہنوں اور دوسرے ورثا میں تقسیم ہوگا۔ 4۔ کس کو کتنا حصہ ملے گا اس کی بھی وضاحت کر دیں۔ 5۔ بھائیوں کا کہنا ہے کہ جب گھر بکے گا تب حصہ دیں گے، ابھی نہیں دے سکتے، تو اس صورت میں شرعی حکم کیا ہے؟ یعنی کیا کرنا چاہیے؟

بنت خورشید

0333-2853390

جامعۃ السعید دار الافتاء کراچی اسلامی جمہوریہ پاکستان

جواب اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً و مصلّیا

1۔۔۔ صورت مسئولہ میں شوہر نے کورٹ کے ذریعے اس بچے کو حاصل کیا اور اس کو اپنا بیٹا قرار دیا اور بیٹوں کی طرح ہی پالا، تو ایسی صورت میں یہ شوہر کا ہی بیٹا شمار ہوگا اور وراثت میں شریک ہوگا۔

المحيط البرهاني في الفقه النعماني (9/ 268)

قال أصحابنا رحمهم الله: لثبوت النسب مراتب ثلاثة:

أحدها: بالنكاح الصحيح، وما هو في معناه من النكاح الفاسد، والحكم فيه: أن يثبت النسب من غير دعوى، وله أن ينفيه ما لم يقر بنسبه صريحاً أو يظهر منه ما يكون اعترافاً به في قبول تهنئة، أو شراء متاع الولادة، أو تطاول المدة، مع العلم بالولادة أو يقع الاستغناء، أو يقع فيه حكم لا يقبل النقض والإبطال، متى وجد واحد من هذه الأسباب لا يملك النفي بعد ذلك.

أما إذا أقر بنسب الولد صريحاً؛ لأن الإقرار بنسب الولد إقرار له بحقوق مالية نحو النفقة والميراث، وأشباه ذلك اقتضاء، ولو أقر له بهذه الحقوق صريحاً، لا يعمل رجوعه بعد ذلك، فكذا إذا أقر له بذلك اقتضاء.

2،3۔۔۔ اگر بھائی فیکٹری میں محض کاروبار چلانے کے لیے بطورِ معاون والد صاحب کے ساتھ تھے تو آپ کے والد کی وفات کے بعد مرحوم کی فیکٹری، تمام مشینیں، کاروبار، دکانیں، گھر اور اس کے علاوہ جو کچھ بھی انہوں نے چھوڑا ہے وہ سب ان کا ترکہ ہے اور ان سے جو آمدنی حاصل ہوئی چاہے نفع کی شکل میں ہو یا کرایہ کی شکل میں وہ سب ان کا ترکہ ہے، جس میں سب بہنیں اور تمام دوسرے ورثا اپنے حصے کے بقدر شریک ہیں، البتہ چونکہ آپ کے بڑے بھائی کسی وارث کی طرف سے اعتراض کے بغیر 29 سال سے اس کاروبار کو سنبھالے ہوئے ہیں اور عرفاً کوئی شخص اتنا لمبا عرصہ کسی کی فیکٹری کو تبرعاً نہیں سنبھالتا اس لیے اتنا عرصہ جو آپ کے بڑے بھائی نے اس فیکٹری کو تنہا سنبھالا ہوا ہے اتنے عرصہ کی اُجرتِ مثل کے وہ مستحق ہیں، یعنی جس جگہ وہ اس کاروبار کو سنبھالے ہوئے ہیں، وہاں اس جیسے کاروبار کرنے کے لیے اگر کسی شخص کو اُجرت پر رکھا جاتا تو جتنی اُجرت اُس کو دیجاتی اُتنی ہی اُجرت ان کو ملے گی، البتہ اس دوران آپ کے بڑے بھائی نے اپنے ذاتی اخراجات کے طور پر جو کچھ لیا ہے وہ ان کی اجرتِ مثل سے منہا کیا جائے گا۔ اور مذکورہ بھائی کی اجرتِ مثل ادا کرنے کے بعد والد مرحوم کا جو ترکہ باقی بچے گا اسے جواب (4) میں مذکور تفصیل کے مطابق آپ کے بڑے بھائی سمیت تمام ورثاء میں تقسیم کرنا شرعاً لازم ہے۔ اسی طرح والد کی وفات کے بعد سے اب تک ان کے ورثاء میں سے جس وارث

(جاری ہے۔۔۔)

نے بھی ان کے ترکہ میں سے جو کچھ لیا ہے وہ اس وارث کے حصۂ میراث میں شامل ہوگا، اور اسے منہا کرنے کے بعد جس وارث کا جتنا حصہ باقی بچتا ہو وہ اسے ملے گا۔

مجلة الأحكام العدلية (ص: 269)

المادة (1398) إذا عمل أحد في صنعته مع ابنه الذي في عياله فكافة الكسب لذلك الشخص ويعد ولده معينا , كما أنه إذا غرس أحد شجرا فأعانه ولده الذي في عياله فيكون الشجر لذلك الشخص ولا يشاركه ولده فيه.

4۔۔۔صورت مسئولہ میں آپ کے مرحوم والد نے بوقت وفات اپنی ملکیت میں جو کچھ منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد (گھر، فیکٹری، دکانیں اور نقدی بشمول کرایہ اور نفع کے، مال تجارت، ہر قسم کا چھوٹا بڑا سامان) چھوڑا ہے، یہ سب مرحوم کا ترکہ ہے، اس کا حکم یہ ہے کہ اس میں سے سب سے پہلے مرحوم کے کفن ودفن کے متوسط اخراجات ادا کیے جائیں۔ اگر یہ اخراجات کسی نے احسان کے طور پر اپنی طرف سے ادا کر دیے ہوں تو پھر نکالنے کی ضرورت نہیں۔ پھر مرحوم کے ذمہ اگر کوئی واجب الادا قرض ہو تو وہ ادا کیا جائے۔ اگر مرحوم نے اپنی بیوی کا مہر ادا نہ کیا ہو اور بیوی نے خوشدلی سے معاف بھی نہ کیا ہو تو وہ بھی مرحوم کے ذمہ قرض ہے، اس کی ادائیگی کی جائے۔ اس کے بعد دیکھیں کہ اگر مرحوم نے کوئی جائز وصیت کی ہو تو بقیہ ترکہ کی ایک تہائی کی حد تک اس پر عمل کیا جائے۔ اس کے بعد جو کچھ باقی بچے اس کے کل اٹھاسی (88) برابر حصے کرکے مرحوم کی بیوہ کو گیارہ (11) حصے، یعنی بیوہ کو 12.5٪ فیصد، مرحوم کے چار بیٹوں میں سے ہر بیٹے کو چودہ، چودہ (14) حصے، یعنی ہر بیٹے کو 15.909٪ فیصد اور مرحوم کی تین بیٹیوں میں سے ہر بیٹی کو سات، سات (7) حصے، یعنی ہر بیٹی کو 7.954٪ فیصد حصہ ملے گا۔ آسانی کے لیے تقسیمِ میراث کا نقشہ درجِ ذیل ہے:

میت 88/8 — مرحوم والد — مضروب 11

ورثا	عددی حصہ	فیصدی حصہ
بیوہ	11	12.5٪
بیٹا	14	15.909٪
بیٹا	14	15.909٪
بیٹا	14	15.909٪
بیٹا	14	15.909٪
بیٹی	7	7.954٪
بیٹی	7	7.954٪
بیٹی	7	7.954٪

(جاری ہے۔۔۔)

5۔۔۔بہنوں کے مطالبے کے باوجود ان کا حصہ ان کے حوالے نہ کرنا درست نہیں، بھائیوں پر لازم ہے کہ میراث تقسیم کرکے ان کا حصہ ان کے حوالے کردیں البتہ اگر کوئی چیز بغیر فروخت کیے تقسیم کرنا ممکن نہ ہو تو بھائیوں کے استعمال کرنے کی صورت میں بھائی بہنوں کو ان کے حصے کا کرایہ ادا کریں۔

لقوله تعالیٰ:

{لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَفْرُوضًا}...{يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ ... فَرِيضَةً مِنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا }

[النساء : (۷،۱۱)]

صحيح البخاري- (۲ / ۹۹۷)

عن ابن عباس رضي الله عنهما عن النبي ﷺ قال ألحقوا الفرائض بأهلها فما بقي فهو لأولى (فلأولى) رجل ذكر-

مشكاة المصابيح - (۱ / ۲۲۶)

وعن أنس قال قال رسول الله من قطع ميراث وارثه قطع الله ميراثه من الجنة يوم القيٰمة.

فقط واللهُ خَيْرُ الْوَارِثِيْنَ

محمد طاہر عفی عنہ

دارالافتاء جامعۃ السعید

نزد نرسری کراچی

24صفر الظفر1444ھ

21 ستمبر2022ء

الجواب صحیح

الجواب صحیح

الجواب صحیح

دارالافتاء

فتویٰ نمبر ۸۲-۱۷۷۹

مؤرخہ ۲۴-۲-۱۴۴۴ھ

۲۱-۹-۲۰۲۲ء

جامعۃ السعید کراچی اسلامی جمہوریہ پاکستان

رئیس دارالافتاء